فکر و نظر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خواتین کے مرتبہ کے تعین کے لیے کمیشن

اسلام کی نگاہ میں عورت کیا ہے کیا نہیں

پاکستانی خواتین کے حقوق کی کمیٹی کے چیئرمین اور پاکستان کے اٹارنی جنرل مسٹر یحیٰی بختیار نے پاکستانی خواتین کے حقوق کی کمیٹی کی رپورٹ شائع کر دی ہے۔ انھوں نے کہا کہ:

وزیراعظم بھٹو نے کابینہ کے پانچ ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے جو رپورٹ پر غور کرے گی اور اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرے گی۔

اس خالص اسلامی مسئلہ پر غور کرنے کے لیے جن حامل قرآن اور محقق علمائے کرام کا نام تجویز کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

وفاقی وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خاں، وفاقی وزیر خوراک شیخ محمد رشید، مذہبی امور کے وفاقی وزیر کوثر نیازی، وفاقی وزیر قانون ملک محمد اختر اور جناب مسٹر یحیٰی بختیار (نوائے وقت ۱۹ جولائی)

ے قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں

خواتین کی حقوق کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ:

۱۔ مردوں کے لیے شادی کی عمر کی حد ۱۸ برس سے بڑھا کر ۲۱ برس کی جائے۔

۲۔ خواتین کی حیثیت کے بارے میں ایک مستقل کمیشن قائم کیا جائے جسے قومی اسمبلی کی منظوری کے بعد باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

۳۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کو ایم بی بی ایس کے نصاب میں لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔

۴۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کے لیے پہلے سے مختص شدہ نشستوں کے علاوہ انتخابات میں حصہ لینے والی سیاسی جماعتوں کے لیے لازمی قرار دیا جائے کہ وہ کم سے کم دس فی صد

امیدوار خواتین میں سے کھڑا کریں۔

۵۔ لوکل گورنمنٹ (بلدیات) میں خواتین کو ۲۵ فی صد نمائندگی دی جائے۔

۶۔ اور قانون طلاق مجریہ ۱۹۶۱ء میں مناسب ترمیم کی جائے جس میں اگر کوئی شوہر یا اس کے اعزہ و اقارب، بیوی کو اپنے والدین، بچوں اور بھائی بہنوں سے ملنے سے روکیں تو ان کے اس فعل کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے جس کی سزا تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں مقرر کی جائیں۔

۷۔ طلاق موثر ہونے کی صورت میں اگر شوہر جہیز کا سامان ایک ماہ کے اندر اندر واپس نہیں کرتا تو اس صورت میں وہ تین ماہ قید محض یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

۸۔ اگر شادی کے ۵ سال بعد عورت کو طلاق ملی ہے تو طلاق موثر ہونے کے بعد بیوی، شوہر کی جائیداد کے آٹھویں حصے کی حقدار ہوگی (امروز ۱۹ر جولائی) خاوند کو عدت کی مدت کی کفالتی رقم اور ازدواج کے ہر سال کے حساب سے ایک ایک ماہ کی کفالتی رقم ادا کرنا ہوگی۔ (نوائے وقت ۱۹ر جولائی)

۹۔ حکومت یا خواتین کی حقوق کمیٹی ایسی کوئی سفارش نہیں کرے گی جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی ہو۔ (امروز)

فاضل اٹارنی جنرل نے نیز کہا کہ:

۱۰۔ حقوق کمیٹی کی رپورٹ میں عبوری سفارشات شامل ہیں جو کمیٹی نے آزادانہ طور پر تیار کی ہیں، یہ تجاویز یا سفارشات حکومت کی نہیں ہیں، حکومت اس سلسلے میں ابھی پوری طرح غور کرنے کے بعد کوئی اقدام کرے گی چنانچہ وزیر اعظم بھٹو نے:

۱۱۔ یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ کیبنٹ کمیٹی کو اپنی سفارشات پیش کرنے سے پہلے رپورٹ کے بارے میں رائے عامہ معلوم کی جائے۔ اٹارنی جنرل نے مختلف تنظیموں اور طبقات سے اپیل کی ہے کہ وہ رپورٹ کے بارے میں اپنی آراء آئندہ ۲۰ر اگست تک اسلام آباد روانہ کر دیں۔ (ملخصاً امروز ۱۹ر جولائی)

چونکہ یہ پابندی ایسی ہے شاید ہی ارکان کمیٹی اسے نباہ سکیں، اس لیے بطور گنجائش یہ بھی کہہ دیا ہے کہ:

تاہم اس سلسلے میں بعض نکات پر اختلاف رائے ہو سکتا ہے اس بارے میں ہمارا ذہن بالکل صاف ہے (امروز ۱۹ر جولائی)

پاکستانی خواتین کے حقوق کمیٹی کے چیئرمین کی پیش کردہ رپورٹ کی کچھ تفصیل ہم نے اس لیے نقل نہیں کی کہ ہم ان کا کوئی تفصیلی جواب دینا چاہتے ہیں، کیونکہ اس کا بیشتر حصہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کے لیے اپنا قیمتی وقت ضائع کیا جائے بلکہ اس سے غرض صرف یہ ہے کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ ان حضرات کے سوچنے کا انداز کیا ہے اور وہ پاکستانی خواتین کے مرتبہ کی تشخیص کر کے پاکستانی ملتِ اسلامیہ کو کس مخمصے میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام کیا ہے اور محمدیت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کسے کہتے ہیں؟ یا ملتِ اسلامیہ کا مزاج اور اس کے خصائص کیا ہیں؟ ہمارے یہ مہربان کچھ نہیں جانتے ــــ ان کے نزدیک بس چند واجبی سی خوش فہمیوں کا نام اسلام اور ملتِ اسلامیہ ہے جن کے حضور زبانی کلامی "خراجِ عقیدت" پیش کر کے وہ تصور کر لیتے ہیں کہ اب وہ دینی ذمہ داریوں اور تقاضوں سے عہدہ برآ ہو گئے ہیں۔ اس لیے ان سے یہ توقع کرنا بالکل بے جا ہو گا کہ وہ

خواتین کے سلسلے کے اسلامی تقاضوں یا روح کی نشاندہی صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک کر سکیں گے۔ ان کی طرف سے پیش کردہ حالیہ رپورٹ کے مندرجات خود اس پر گواہ ہیں۔

اسی رپورٹ کے نمبر ۱، ۴، ۵ اور ۸ کی تجویز تو حد درجہ مایوس کن ہے۔ باقی رہے نمبر ۶، ۷، سو مطلقاً وہ دونوں ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ ان میں کچھ تفصیل ہے جو بالکل واضح ہے۔

خواتین کے مرتبہ کے تعین کے بارے میں قرآن و حدیث نے ہماری جو رہنمائی کی ہے وہ جامع بھی ہے اور ہمارے لیے وجہ تسلی بھی۔ اس فرصت میں ہم انہی چند بنیادی اقدار کو آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ: اسلام کی نگاہ میں عورت کیا ہے، کیا نہیں ہے؟

عورت بھی ایک انسان ہے جو خمیر مرد کا ہے وہی ان کا ہے۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا (اعراف ع ۲۴) وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء ع ۱)

وہ خمیر مٹی ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ...... وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (روم ع ۳)

اس کی تخلیق سے غرض عائلی زندگی میں سکون و طمانیت ہے بوجھ اور سردردی نہیں ہے:۔

لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا (ایضا)

لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا (الروم ع۳)

اس جوڑے میں دونوں کے لیے وجہ کشش فطری ہے، یہ محبت کی چیز ہے نفرت کی نہیں۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً (الروم ع۳)

۵۔ عورت متاع میراث نہیں ہے جیسے باقی مال۔

لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا (پ۴۔ النساء ع۳)

ہاں ساری متاع دنیا میں بھلی عورت "خیر المتاع" ضرور ہے۔

الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ (مسلم، عبد اللہ بن عمر)

شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں، ستر بھی اور تحفظ بھی، معاون اور ایک دوسرے کے محتاج اور ضرورت مند بھی۔ ایک دوسرے سے کوئی بھی مستغنی نہیں ہے: عورت مرد کی کنیز اور لونڈی نہیں ہے ساتھی اور رفیقہ ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (پ۲۔ بقرہ ع۲۳)

وہ آپ کے لیے لباس ہیں آپ ان کے لیے لباس ہیں۔

ایک دوسرے پر دونوں کے حقوق ہیں، جیسے مردوں کے عورتوں پر ویسے عورتوں کے مردوں پر ہیں۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (پ۲۔ بقرہ ع۲)

لیکن یوں نہیں کہ ان میں سے کوئی بھی کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہو یا گھر یلو ریاست کسی "امیر" کے بغیر شتر بے مہار ہو۔ کیونکہ مرد و عورت کی مساوات کا یہ تصور، فرنگی تہذیب اور انارکی کے داعیوں کا تصور ہے۔ اسلام میں اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اس انارکی کے جن مضمرات کو مغربی تہذیب اب محسوس کرنے لگی ہے، اسلام نے صدیوں پہلے ان پر روشنی ڈالی اور یہ اعلان کیا کہ اس باب میں برتری اور فضیلت صرف مرد کو حاصل ہے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ۲۔ بقرہ ع۲)

کیونکہ اس دنیا کے نظام کو کنٹرول کرنے پر مرد زیادہ قادر ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ (پ۵۔ النساء ع۶)

مرد، عورت کے سر دھرے ہیں۔

عورت کی سربراہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قوم کے مستقبل کو مخدوش بنا کر رکھ دیتی ہے۔

لن یفلح القوم ولوا امرھم امرأۃ (بخاری)

مگر آج کل اصرار ہے کہ قومی سربراہی اور نمائندگی کے لیے ان کے لیے سیٹیں مختص کی جائیں۔

معاشرت کا انتظامی تقاضا اس امر کا متقاضی ہے کہ ان میں ایک راعی ہو اور دوسرا رعیت — اور یہ بات مصنوعی نہیں ہے بلکہ قدرتی ہے۔

بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (ایضاً)

ویسے بھی اپنی ضروریات کے معاملہ میں عورت مرد کی دست نگر ہے:

وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (پ۔ النساء ع)

بھلی خاتون اسلامی تقاضوں کے مطابق اپنے شوہر کی اطاعت شعار اور سچی وفادار ہوتی ہے۔

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (ایضاً)

عورت مردوں کی بالکل بھکارن، منگتی اور دست نگر نہیں ہے بلکہ وہ کمائی کا حق بھی رکھتی ہے اور وہ اس کی مالک بھی ہو سکتی ہے۔

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ (پ۔ النساء ع)

میراث کے مالک تنہا مرد نہیں، عورت بھی حصہ دار ہے۔

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (پ۔ النساء ع)

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ (ایضاً)

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (ایضاً)

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ (پ۔ النساء ع)

یہ حصہ رضاکارانہ جذبات کا حصہ نہیں بلکہ قطعی اور قانونی ہے۔

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا (ایضاً)

نسل انسانی کی بقا کا سرچشمہ کوئی ایک نہیں دونوں ہیں۔

وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً (پ۔ النساء ع)

حکم ہوتا ہے کہ: ان کے ساتھ اچھے سلوک سے رہو اور ان کے ساتھ باوقار معاملہ کرو۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء ع)

مارنا مناسب نہیں، ہاں اگر سرکشی یا غیرت کا معاملہ ہو تو الگ بات ہے لیکن اس کے باوجود مار دینے والی مار کی اجازت پھر بھی نہیں ہے، اتنی اجازت ہے جتنی تادیب کہی جا سکتی ہے۔

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ. (پ۔ النساء ع)

(فقال عمر: ذئرن النساء علی ازواجهن فرخص فی ضربهن (ابن ماجه و ابو داؤد)

اگر راہِ راست پر آجائیں تو پھر زیادتی کرنا ممنوع ہے۔

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا (ایضا)

اِضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ (ابن ماجه والترمذی)

ولا تضربن ظَعِیْنَتَكَ ضربك امیتك (ابو داؤد)

مارنا بھی ہو تو چہرہ پر نہ مارے، نہ اسے گالیاں دے اور نہ اسے گھر سے نکال باہر کرے۔

ولا تضرب الوجه ولا تقبح وَلَا تهجر الا فی البیت (ایضا)

گھر سے نکالنا صرف اسی وقت جائز ہے جب وہ کھلم کھلا بے حیا ہو جائیں۔

لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ (پ۔ الطلاق ع)

فرمایا: صرف اس کے تاریک پہلو پر نگاہ نہ رکھیں، آخر اس کے کچھ روشن پہلو بھی ہوں گے یا ہو سکتا ہے کہ خود اس میں آپ کے لیے کوئی فائدہ مضمر ہو۔

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (النساء ع۳)

اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخر (مسلم)

اسلام نے "دختر کشی" کی سخت ممانعت کی ہے۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۔ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (الشمس)

قرآن تعدد نکاح کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ سب سے یکساں معاملہ رکھا جائے، ورنہ صرف ایک پر اکتفا کیا جائے

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء ع)

فَلَا تَمِیْلُوْا كُلَّ الْمَیْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ۔

عورت چراغِ محفل نہیں، گھر کی زینت ہے: گھر میں ٹک کے رہے، باہر ٹہلے نہیں۔

وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُولٰی۔ (پ - احزاب ع)

مگر آج کل اس کی نمائش جیسی کچھ عام ہو رہی ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ عورت کے حقوق کا غم کھانے والے بھی ان کے فرائض، ذمہ داریاں اور حدود سے اغماض کر رہے ہیں۔ انا للہ۔

اگر نکلنے کی ضرورت پڑ جائے تو گھونگھٹ کر لیا کریں، عُریاں چہروں سے نہ نکلا کریں۔

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیبِهِنَّ۔ (پ ۲۲ - احزاب ع)

سینہ تان کر نہیں، آنچل مار کر چلیں

وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوبِهِنَّ۔

لیکن بار سنگار سے نہیں۔

وَلَا یُبْدِینَ زِینَتَهُنَّ۔ (نور - ع)

آنکھیں پست رکھا کریں یعنی ممکن احتیاط کے ساتھ راہ سے تعلق اور واسطہ رکھیں اور نیچی نگاہیں کر کے چلیں۔

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ۔ (پ ۱۸ - نور ع)

بن ٹھن کر نہ نکلیں کہ دعوتِ مطالعہ کا سامان ہو۔

وَلَا یُبْدِینَ زِینَتَهُنَّ (نور - ع)

وَلَا یَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِینَ مِنْ زِینَتِهِنَّ (نور ع)

عورت کاروبار نہیں ہے کہ عصمت فروشی کر کے روٹی کماؤ۔

وَلَا تُکْرِهُوا فَتَیَاتِکُمْ عَلَی الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا (نور - ع)

مگر افسوس! خواتین کے بڑے ہمدردوں اور ان کی بہی خواہی کے سب سے بڑے ٹھیکیداروں نے عورت کی اس تذلیل کا سدّباب کرنے کے بجائے ان کی بدکاریوں کو آمدنی کا ایک ذریعہ تصور کر رکھا ہے۔

کثرت سے بچے جننا عیب نہیں، مستحسن ہے۔

تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم (نسائی)

مستورات کے مغربی بہی خواہ، اس کے بجائے ان کو بانجھ کر کے ان کی جسمانی عافیتوں کو بھی غارت

کر رہے ہیں۔ یہ حدیث ان کو دعوتِ مطالعہ دیتی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: غیر محرم کے ساتھ خلوت جائز نہیں ہے۔

ایاکم والدخول علی النساء (بخاری)

خاص کر ان کے شوہر یا دوسرے سرپرستوں کی عدم موجودگی میں۔

لا تلجوا علی المغیبات (ترمذی)

شادی سے پہلے اس کی رضامندی معلوم کرنا ضروری ہے۔

لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتّٰی تستاذن (بخاری)

اگر اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا گیا تو اسے اختیار حاصل ہے، اسے باقی رکھے یا نہ رکھے۔

ان جاریۃ بکرا اتت رسول اللہ فذکرت ان اباھا زوجھا وھی کارھۃ فخیرھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ابوداؤد)

لیکن ولی کی اجازت کے بغیر وہ بھی تنہا خود کسی سے شادی نہیں کر سکتی جیسا کہ آج کل رواج ہو رہا ہے۔

لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ۔ (ترمذی وغیرہ)

جو سرپرستوں سے بالا بالا نکاح کر لیتی ہیں وہ بدکار ہیں۔

فان الزانیۃ ھی التی تزوج نفسھا (ابن ماجہ)

طلاق دینا صرف شوہر کا حق ہے بیوی کا نہیں، قرآن و حدیث میں طلاق کی نسبت شوہروں کی طرف کی گئی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (بقرہ ع ۲۹)

فان بدالہ ان یطلقھا فلیطلقھا قبل ان یمسھا (ابوداؤد وغیرہ)

ہاں عورت علیحدگی کے لیے درخواست کر سکتی ہے۔

فقال لہ خذ الذی لھا علیک وخل سبیلھا۔ (نسائی)

مطلقہ اگر حاملہ ہو یا رجعی طلاق ہو تو اس کے بعد عدت کے عرصہ کی کفالت بھی شوہر کے ذمے ہوگی۔ لَا تُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ط وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ط لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔

لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا سے مراد اسی رجعت کے امکان کی طرف اشارہ ہے۔

اگر طلاق رجعی نہ ہوئی تو پھر کاہے کا امکان ؟

وفی روایۃ : انما النفقۃ والسکنی للمرأۃ اذا کان لزوجھا الرجعۃ (رواہ النسائی)

مطلقہ ثلثہ کے بارے میں فرمایا : لا نفقۃ ولا سکنٰی (بخاری وغیرہ)

لیکن یہ مسئلہ کہ طلاق بائنہ میں یا ۵ سال بعد اگر طلاق ہوئی تو شوہر کی جائداد میں سے ½ حصہ جائداد کی حقدار ہوگی یا ازدواجی کے ہر سال کے حساب سے ایک ایک ماہ کی کفالتی رقم ادا کرنا ہوگی کوئی دینی مسئلہ یا ہوش کی بات نہیں ہے، بس "عورت نوازی" ہے۔

اگر شوہر گم ہو جائے تو بیوی کو غیر متعین میعاد کی بھینٹ چڑھا کر اس کی زندگی کو تلخ کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، بلکہ چار سال کے بعد اسے چھٹی مل جاتی ہے تاکہ وہ نئے مستقبل کی تیاری کر سکے یعنی چار ماہ دس دن عدت گزارنے کے بعد۔

ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجھا فلم یدرِ این ھو فانھا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشھر وعشرا (موطا مالکؒ)

اگر بعد میں پہلا خاوند آ بھی جائے تو وہ اسے دوبارہ نہیں ملے گی۔

قال مالکؒ وان تزوجت بعد انقضاء عدتھا فدخل بھا زوجھا اولم یدخل بھا فلا سبیل لزوجھا الاول الیھا (موطا مالکؒ)

اور یہی نظریہ حضرت عمرؓ کا ہے۔ (موطا)

روٹی کپڑے کا ذمہ دار بھی شوہر ہے ۔ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (قرآن)

وفی روایۃ : ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف (حدیث)

ہاں اگر ناشزہ (نافرمان اور سرکش) ہو تو پھر نان و نفقہ بھی واجب نہیں ہے (بدایۃ المجتہد)

بالمعروف سے مراد ہے حسبِ توفیق اور مناسب۔ ایسا نہیں کہ خود کو بیچ کر ہی اس کے ناز نخرے پورے کیے جائیں۔

الغرض ؛ اسلام نے عورت کو انسان اور بھلی عورت کو بہترین متاعِ حیات قرار دیا ہے، اس کا احترام اور اس کے ساتھ معاملہ با وقار ایک دینی فریضہ ہے ۔ ہاں عورت مرد کے تابع ہے متبوع نہیں ہے۔ جو امور ان کی زندگی کو تلخ بنا سکتے ہیں، اسلام نے ان میں ان کی پوری مدد کی ہے ۔ مگر اس کے ذمے کچھ حقوق، فرائض اور ذمہ داریاں بھی ہیں جو خود ان کے حقوق سے زیادہ اہم ہیں بلکہ ان کی وجہ سے ان کے حقوق کا بھی تعین ہوتا ہے۔